امام اعظم علیہ الرحمہ
کے
حیرت انگیز فیصلے
حضرت مولانا ابو الحسن زید فاروقی دہلوی
بزم عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ لاہور

(انوار)

امام اعظم علیہ الرحمہ

کے

حیرت انگیز فیصلے

مولانا ابوالحسن زید فاروقی دہلوی

بزمِ عاشقانِ مصطفیٰ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

بسلسلہ اشاعت نمبر ۷۷

نام کتاب	---------	امام اعظم علیہ الرحمہ کے حیرت انگیز فیصلے
مؤلف	---------	مولانا ابوالحسن زید فاروقی دہلوی علیہ الرحمہ
ماخوذ از	---------	سوانح بے بہائے امام اعظم (رضی اللہ عنہ)
صفحات	---------	۳۲
کمپوزنگ	---------	ورڈز میکر لاہور
طابع	---------	اشتیاق احمد مشتاق پرنٹرز لاہور
ٹائٹل	---------	محمد رمضان فیضی
تاریخ اشاعت	---------	۹ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ / ۱۷ ستمبر ۲۰۰۲ء
تعداد	---------	گیارہ صد
ناشر	---------	بزم عاشقان مصطفیٰ لاہور
ہدیہ	---------	دعائے خیر بحق اراکین و معاونین ادارہ

نوٹ: شائقین مطالعہ دس روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں

بزمِ عاشقان مصطفیٰ

مکان نمبر ۲۵ گلی نمبر ۳۲ زبیر سٹریٹ فلیمنگ روڈ لاہور

تعارف امام اعظم ابوحنیفہ

نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حافظ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی المتوفی ۹۱۱ھ نے تَبْیِیْضُ الصَّحِیْفَہ فِیْ مَنَاقِبِ الْاِمَامِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ میں لکھا ہے۔

قَالَ بَعْضُ مَنْ جَمَعَ مُسْنَدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ مِنْ مَنَاقِبِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ الَّتِیْ انْفَرَدَ بِهَا اَنَّهُ اَوَّلُ مَنْ دَوَّنَ عِلْمَ الشَّرِیْعَةِ وَرَتَّبَهُ اَبْوَابًا ثُمَّ تَابَعَهُ مَالِكٌ" بْنُ اَنَسٍ فِیْ تَرْتِیْبِ الْمُوَطَّاءِ وَلَمْ یَسْبِقْ اَبَا حَنِیْفَةَ اَحَدٌ" لِاَنَّ الصَّحَابَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَالتَّابِعِیْنَ لَمْ یَضَعُوْا فِیْ عِلْمِ الشَّرِیْعَةِ اَبْوَابًا مُبَوَّبَةً وَلَا كُتُبًا مُرَتَّبَةً وَاِنَّمَا كَانُوْا یَعْتَمِدُوْنَ عَلٰی قُوَّةِ حِفْظِهِمْ فَلَمَّا رَاٰی اَبُوْ حَنِیْفَةَ الْعِلْمَ مُنْتَشِرًا وَخَافَ عَلَیْهِ الضَّیَاعَ دَوَّنَهُ فَجَعَلَهُ اَبْوَابًا وَبَدَاَ بِالطَّهَارَةِ ثُمَّ بِالصَّلَاةِ ثُمَّ بِسَائِرِ الْعِبَادَاتِ وَاِنَّمَا خَتَمَ الْكِتَابَ بِالْمَوَارِیْثِ لِاَنَّهَا آخِرُ اَحْوَالِ النَّاسِ وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ وَضَعَ كِتَابَ الْفَرَائِضِ وَكِتَابَ الشُّرُوْطِ وَلِهٰذَا قَالَ الشَّافِعِیُّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ النَّاسُ عِیَالٌ" عَلٰی اَبِیْ حَنِیْفَةَ فِی الْفِقْهِ۔ (ص ۳۶)

بعض افراد جنہوں نے مسندِ ابی حنیفہ جمع کی ہے' ابوحنیفہ کے مناقب میں کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم شریعت کی تدوین کی ہے اور اس کے ابواب قائم کئے ہیں اور پھر آپ کی متابعت کرتے ہوئے مالک بن انس نے موطا مرتب کی ہے۔ ابوحنیفہ پر کوئی سبقت نہیں کر سکا ہے۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے علم شریعت میں نہ ابواب قائم کئے اور نہ کتابوں کو مرتب کیا' ان کا اعتماد قوت حافظہ پر تھا' ابوحنیفہ نے دیکھا کہ

علم پھیل رہا ہے اور کھٹکا اس کے ضائع ہونے کا ہے۔ لہٰذا آپ نے ابواب قائم کئے اور ابتدا باب الطہارۃ پھر باب الصلاۃ سے کی' پھر تمام عبادات' پھر معاملات اور پھر مواریث کا بیان کیا آپ نے ابتداء طہارت سے پھر نماز سے کی کیونکہ عبادات میں یہ اہم ہیں اور ختم میراث کے مسائل پر کیا' کیونکہ یہ انسان کا آخری حال ہے اور ابوحنیفہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کتاب الفرائض اور کتاب الشروط کو مرتب کیا' اسی بنا پر شافعی نے کہا ہے کہ فقہ میں سب ابوحنیفہ کے محتاج ہیں۔ (سوانح بے بہائے امام اعظم ابوحنیفہ ص ۲۲۵)

حضرت امام کے محیر العقول جوابات

قاضی صمیری نے لکھا ہے[1] کہ ابویوسف شدید مریض ہوئے اور ابوحنیفہ ان کی عیادت کو کئی مرتبہ گئے' آخری مرتبہ آپ نے ابویوسف کے مرض میں شدت دیکھ کر فرمایا میں نے تم کو اپنے بعد مسلمانوں کے واسطے سوچا تھا' اگر تم کو حادثہ پیش آ جائے مسلمانوں پر اُفتاد پڑے گی اور تمہارے ساتھ بہت علم ان کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔

درزی سے کپڑا چھوٹا کروانے کا مسئلہ

عقود الجمان کی روایت میں ہے ''اگر یہ جوان مرجاتا ہے کوئی دوسرا شخص اس کی جگہ نہیں لے سکتا'' یہ بات ابویوسف کو پہنچی اور اللہ نے ان کو شفا دی' ان کو خیال ہوا کہ فقہ میں اپنا الگ حلقہ قائم کریں۔ چنانچہ انہوں نے اپنا الگ حلقہ قائم کیا جب ابوحنیفہ کو اس کی خبر ہوئی' آپ نے ایک شخص سے کہا تم یعقوب (ابویوسف) کے پاس جاؤ اور ان سے یہ مسئلہ دریافت کرو کہ ایک شخص نے درزی کو کوئی کپڑا چھوٹا کرنے کے واسطے دیا' دو درہم اُجرت قرار پائی کچھ دن بعد مالک اپنا کپڑا لینے درزی کے پاس گیا' درزی نے کہا تمہارا کوئی کپڑا میرے پاس نہیں ہے کپڑے کا مالک کچھ دن بعد پھر درزی کے پاس گیا اس نے کپڑا چھوٹا کیا ہوا مالک کو دیا۔ اب سوال یہ ہے کہ درزی کو اُجرت دی جائے گی یا نہیں۔

حضرت امام نے اس شخص سے کہا اگر ابویوسف جواب دیں کہ اُجرت دی جائے گی تم کہنا غلط ہے اور اگر وہ کہیں نہیں دی جائے گی جب بھی ان سے کہنا غلط ہے۔

چنانچہ یہ شخص گیا اور ابویوسف سے مسئلہ پوچھا انہوں نے کہا اُجرت دینی ہے! اس شخص نے کہا یہ غلط ہے۔ ابویوسف سوچ میں پڑ گئے پھر انہوں نے کہا اُجرت نہیں دی جائے گی! اس شخص نے پھر کہا یہ غلط ہے۔ یہ سن کر ابویوسف اسی وقت اٹھ کر ابوحنیفہ کے

---

[1] اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص ۱۵

پاس آئے آپ نے دیکھ کر کہا۔ غالباً درزی کا مسئلہ تم کو لایا ہے اور پھر آپ نے بتایا کہ اگر درزی نے کپڑا غصب کرنے کے بعد چھوٹا کیا ہے تو اُجرت نہیں ہے اس نے اپنے واسطے چھوٹا کیا ہے اور اگر غصب کرنے سے پہلے چھوٹا کیا ہے تو اُجرت دینی ہے۔

دلہن بدل گئی

(۲) اور صیمری نے لکھا ہے[1] وکیع نے بیان کیا ہے کہ ایک ولیمہ کی دعوت میں ابوحنیفہ' سفیان' مسعر مالک بن مغول' جعفر بن زیاد احمر اور حسن بن صالح کا اجتماع ہوا کوفہ کے اشراف اور موالی کا اجتماع تھا۔ صاحب خانہ نے اپنے دو بیٹوں کی شادی ایک شخص کی دو بیٹیوں سے کی تھی یہ شخص گھبرایا ہوا آیا اور اس نے کہا ہم ایک بڑی مصیبت میں گرفتار ہو گئے ہیں اور اس نے بیان کیا گھر میں غلطی سے ایک کی بیوی دوسرے کے پاس پہنچا دی گئی اور دونوں نے اپنے بھائی کی بیوی سے شب باشی کر لی ہے۔ سفیان ثوری نے کہا کوئی بات نہیں۔ حضرت علی کے پاس حضرت معاویہ نے آدمی بھیجا کہ ان سے مسئلہ پوچھ کر جواب لائے۔ جب اس شخص نے حضرت علی سے استفسار کیا۔ آپ نے فرمایا' کیا تم معاویہ کے فرستادہ ہو کیونکہ ہمارے ملک میں یہ صورت پیش نہیں آئی ہے اور آپ نے کہا میرے نزدیک دونوں افراد پر شب باشی کرنے کی وجہ سے مہر واجب ہے اور ہر عورت اپنے زوج کے پاس چلی جائے۔ (یعنی جس سے اس کا نکاح ہوا ہے) لوگوں نے سفیان کی بات سنی اور پسند کی۔ امام ابوحنیفہ خاموش بیٹھے رہے۔

مسعر نے ان سے کہا تم کیا کہتے ہو سفیان ثوری نے کہا کہ وہ اس بات کے علاوہ کیا کہیں گے؟ ابوحنیفہ نے کہا دونوں لڑکوں کو بلاؤ چنانچہ دونوں آئے حضرت امام نے ان میں سے ایک سے دریافت کیا "تم کو وہ عورت پسند ہے جس کے ساتھ تم نے شب باشی کی ہے"۔ ان دونوں نے ہاں میں جواب دیا۔ آپ نے ہر ایک سے کہا اس عورت کا نام کیا ہے جو تمہارے بھائی کے پاس گئی ہے دونوں نے لڑکی کا اور اس کے باپ کا نام بتایا۔ آپ نے ان سے کہا اب تم اس کو طلاق دو چنانچہ دونوں نے طلاق دی اور پھر آپ نے خطبہ

۱ ص ۱۶

پڑھ کر ہر ایک کا نکاح اس عورت سے کر دیا جو اس کے پاس رہی ہے اور آپ نے دونوں لڑکوں کے والد سے کہا دعوت ولیمہ کی تجدید کرو؟

ابوحنیفہ کا فتویٰ سن کر سب متحیر ہوئے اور مسعر نے اٹھ کر ابوحنیفہ کا منہ چوما اور کہا تم لوگ مجھ کو ابوحنیفہ کی محبت پر ملامت کرتے ہو۔

قسم پوری ہوگئی

(۳) صیمری نے لکھا ہے کہ[2] شریک کا بیان ہے کہ سادات بنی ہاشم میں سے ایک ادھیڑ عمر کے جوان بیٹے کا جنازہ تھا۔ سفیان ثوری' ابن شبرمہ' ابن ابی لیلیٰ' ابوالاحوص' مندل اور حبان اور شہر کے عمائد شریک تھے۔ میں بھی اس جنازہ میں تھا۔ اچانک جنازہ کھڑا ہو گیا اور معلوم ہوا کہ مرنے والے کی والدہ دیوانہ وار گھر سے نکل آئی ہیں۔ وہ ہاشمیہ تھیں کسی نے ان پر کپڑا ڈال دیا۔ مرنے والے کے والد اُن پر چلائے اور ان سے گھر جانے کو کہا۔ انہوں نے انکار کیا والد نے طلاق کی قسم کھائی تا کہ وہ گھر چلی جائیں۔ والدہ نے تمام غلام باندیوں کے آزاد ہونے کی قسم کھائی کہ وہ نہیں جائیں گی جب تک جنازے کی نماز نہ پڑھ لیں گی۔ سب لوگ حیران ہوئے اس پریشانی کی حالت میں لڑکے کے والد نے امام ابوحنیفہ کو پکارا چنانچہ آپ وہاں پہنچے اور انہوں نے دونوں کے قسموں کو معلوم کیا اور باپ سے کہا بڑھو اور اپنے بیٹے کی نماز پڑھاؤ چنانچہ انہوں نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد آپ نے لڑکے کی والدہ سے کہا جاؤ تمہاری قسم پوری ہوگئی اور لڑکے کے والد سے کہا تمہاری قسم بھی پوری ہوگئی۔

ابن شبرمہ نے اس دن ابوحنیفہ سے کہا "عَجَزَتِ النِّسَآءُ اَنْ يَلِدْنَ مِثْلَكَ مَرِيعًا مَا عَلَيْكَ فِي الْعِلْمِ كُلْفَةٌ" "یعنی عورتیں عاجز ہوگئی ہیں کہ تم جیسا تیز فکر جنیں' تم کو علمی مسائل کی وجہ سے کوئی کوفت نہیں ہوتی ہے۔

دیوار گراؤ اور جیسی چاہو بناؤ

(۴) صیمری نے لکھا ہے[3] ابن مبارک نے بیان کیا کہ ایک شخص نے ابوحنیفہ سے

۲ ص ۱۷ ۳ ص ۱۸

پوچھا کہ میں اپنی دیوار میں موکھا چھوڑنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا چھوڑ لو لیکن ہمسایہ کے
گھر میں نہ دیکھو وہ ہمسایہ قاضی ابن ابی لیلیٰ کے پاس گیا۔ قاضی نے دیوار کے مالک کو
موکھا چھوڑنے سے منع کیا' وہ ابوحنیفہ کے پاس آیا۔ آپ نے کہا تم اس جگہ دروازہ کھول
لو۔ ہمسایہ پھر قاضی کے پاس گیا اور قاضی نے دروازہ کھولنے سے روکا' مکان والا ابوحنیفہ
کے پاس آیا کہ قاضی نے روک دیا آپ نے اس سے پوچھا تمہاری دیوار کی قیمت کیا
ہے۔ اس نے تین دینار بتائے آپ نے اس سے کہا لو یہ رقم اور ساری دیوار گرادو چنانچہ وہ
دیوار گرانے لگا اور ہمسایہ قاضی کے پاس پہنچا۔ قاضی نے کہا وہ اپنی دیوار گرارہا ہے اور پھر
دیوار کے مالک سے کہا جاؤ اپنی دیوار گراؤ اور جیسی چاہو بناؤ۔ پڑوسی نے قاضی سے کہا کہ
آپ نے موکھے کے وقت کیوں روکا تھا وہ تو کم معاملہ تھا قاضی نے کہا' میں کیا کروں وہ
ایسے شخص کے پاس جاتا ہے جو میری خطا کو پکڑتا ہے۔

ورثہ میں ایک دینار ملا

(۵) صمیری نے لکھا ہے [1] وکیع نے کہا ہم ابوحنیفہ کے پاس تھے کہ ایک عورت آئی
اور اس نے کہا کہ میرے بھائی کی وفات ہوئی ہے اس نے چھ سو دینار چھوڑے اور اب مجھ کو
ورثہ میں ایک دینار ملا ہے۔ ابوحنیفہ نے کہا کہ میراث کی تقسیم کس نے کی ہے۔ اس نے کہا
داؤد طائی نے کی ہے۔ آپ نے فرمایا انہوں نے ٹھیک کی ہے کیا تمہارے بھائی نے دو
لڑکیاں چھوڑی ہیں؟ عورت نے ہاں میں جواب دیا آپ نے پوچھا اور ماں چھوڑی ہے؟
عورت نے ہاں میں جواب دیا۔ آپ نے پوچھا اور بیوی چھوڑی ہے؟ عورت نے ہاں میں
جواب دیا آپ نے پوچھا اور ایک بہن اور بارہ بھائی چھوڑے ہیں؟ عورت نے ہاں میں
جواب دیا۔ آپ نے کہا لڑکیوں کا دوتہائی حصہ ہے یعنی چار سو دینار اور چھٹا حصہ ماں کا ہے
یعنی ایک سو دینار اور آٹھواں حصہ بیوی کا ہے یعنی پچھتر دینار باقی رہے پچیس دینار اس میں
سے بارہ بھائیوں کے چوبیس دینار یعنی ہر بھائی کو دو دو دینار اور تم بہن ہو تمہارا ایک دینار ہوا۔

۱ ص ۲۱

مثل اولاد عنایت کی

(۷) صمیری نے لکھا ہے [1] ابراہیم الصائغ نے بیان کیا کہ میں عطاء بن رباح کے
پاس تھا اور ابوحنیفہ بھی تھے۔ انہوں نے عطاء سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔
وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ (انبیاء ۸۴) اور دیئے اس کو اس کے گھر والے اور ان کے
برابر ساتھ ان کے۔ اس کا بیان کیا ہے عطاء نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بیوی بچوں کو لوٹا
دیا یعنی زندہ کردیا اور بیوی بچوں کا مثل ان کو دیا۔ ابوحنیفہ نے کہا کیا اللہ نے مزید ایسی
اولاد ان کو دی جو کہ ان کے صلب سے نہیں ہے۔ اے ابومحمد عطاء نے کہا' اللہ تم کو عافیت
دے میں نے اس سلسلہ میں نہیں پوچھا ہے۔ ابوحنیفہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب
علیہ السلام کو ان کی اہلیہ اور اولاد لوٹائی اور مثل اولاد کی اجر عنایت کیا یہ سن کر عطاء نے کہا یہ
اچھا ہے۔

فائدہ: حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ نے موضح قرآن (۱۲۰۵ھ) میں لکھا ہے:

اللہ تعالیٰ نے اولاد مری ہوئی جلائی اور نئی اولاد دی۔

یعنی مری ہوئی اولاد اسی وقت زندہ کردی اور بعد میں حضرت ایوب علیہ السلام کے
صلب سے اتنی ہی اولاد عنایت کی۔

علامہ شامی محمد یوسف شافعی نے لکھا ہے [2]

چھ غلطیاں

(۸) حسن بن زیاد لولوی کا بیان ہے ایک دیوانی عورت تھی کہ اس کو ام عمران کہتے
تھے اس کے پاس سے ایک شخص اس کو کچھ کہتا ہوا گزرا۔ اس عورت نے اس شخص کو "اے
زانیوں کے بچے" کہا قاضی ابن ابی لیلیٰ نے عورت کی یہ بات سنی اور حکم دیا کہ عورت کو پکڑ
کر لائیں اور اس کو مسجد لے گئے۔ قاضی ابولیلیٰ نے مسجد میں اس کی دو حدیں لگوائی۔ ایک
حد باپ کی وجہ سے اور ایک ماں کی وجہ سے اس واقعہ کی خبر امام ابوحنیفہ کو ہوئی۔ آپ نے

۱ ص ۲۳ ۲ ملاحظہ فرمائیں عقود الجمان فی مناقب الامام ابی حنیفۃ النعمان ص ۲۶۲

فرمایا ابن ابی لیلیٰ نے اس واقعہ میں چھ غلطیاں کی ہیں۔

۱- دیوانی پر حد جاری کی ہے حالانکہ دیوانی پر حد نہیں ہے۔

۲- حد مسجد میں قائم کی حالانکہ مسجد میں حد قائم نہیں کی جاتی۔

۳- عورت کو کھڑا کر کے حد لگوائی حالانکہ عورت کو بٹھا کر حد ماری جاتی ہے۔

۴- اس عورت پر دو حدیں قائم کیں' حالانکہ حد ایک ہی لگتی ہے۔ اگر کوئی ایک جماعت کو اے زانیوں کہہ دے' اس کو ایک حد لگے گی۔

۵- عورت نے جس شخص کے ماں باپ کو زانی کہا تھا وہ دونوں غائب تھے حالانکہ حد ان کے سامنے لگنی تھی۔

۶- دونوں حدوں کو ایک ساتھ لگوایا گیا ہے حالانکہ دوسری حد اس وقت لگنی چاہیے جب پہلی حد کی چوٹیں ٹھیک ہو جائیں۔

حضرت امام کی صحیح علمی تنقید قاضی ابن ابی لیلیٰ کو پہنچی' وہ گھبرا کر امیر کوفہ کے پاس پہنچے اور ابوحنیفہ کی شکایت کی امیر نے حکم جاری کر دیا کہ ابوحنیفہ فتویٰ نہ دیا کریں پھر امیر عیسیٰ بن موسیٰ نے کچھ مسائل ابوحنیفہ کے پاس بھیجے۔ آپ نے ان کا جواب لکھ دیا۔ امیر کو آپ کے جوابات پسند آئے اور اس نے آپ کو اجازت دے دی کہ فتویٰ دیا کریں۔

خارجی کو مسئلہ تحکیم پر لاجواب کر دیا

(۹) اور شامی نے لکھا ہے[1] ابوالولید طیالسی نے روایت کی ہے کہ مشہور خارجی ضحاک شاری کوفہ میں داخل ہو گیا۔ اس نے ابوحنیفہ سے کہا کہ توبہ کرو۔ آپ نے پوچھا' کس چیز سے توبہ کروں؟ اس نے کہا کہ حکمین کے تجویز کرنے سے (حضرت علی اور حضرت معاویہ میں مصالحت کرانے کی کوشش سے) ابوحنیفہ نے اس سے کہا کہ تم مجھ کو قتل کرنا چاہتے ہو یا مناظرہ کرو گے؟ اس نے کہا کہ مناظرہ کروں گا! آپ نے کہا اگر کسی بات پر ہم میں اور تم میں اختلاف ہو جائے تو ہمارا فیصلہ کون کرے گا۔ ضحاک نے کہا تم جس کو چاہو مقرر کر دو۔ ابوحنیفہ نے ضحاک کے رفقاء میں سے ایک سے کہا تم یہاں بیٹھو اور جس بات میں ہم

[1] ص ۲۶۷

دونوں کا اختلاف ہو تم فیصلہ کرنا۔ پھر آپ نے ضحاک سے کہا کیا تم اس پر راضی ہو۔ اس نے اپنی رضامندی کا اظہار کیا آپ نے کہا "قَدْ جَوَّزْتَ التَّحْكِيْمَ" "تم نے تحکیم کو تسلیم کر لیا ہے' وہ لاجواب ہو کر چلا گیا۔

قسم پوری ہو جائے گی

(۱۰) اور شامی نے ابو یوسف سے روایت کی ہے[1] کہ ایک شخص نے ابوحنیفہ سے کہا کہ میں نے قسم کھائی کہ اپنی بیوی سے بات نہیں کروں گا جب تک وہ مجھ سے بات نہ کر لے اور میری بیوی نے قسم کھائی کہ جو مال میرا ہے وہ سب صدقہ ہو گا اگر وہ مجھ سے بات کرے جب تک کہ میں اس سے بات نہ کر لوں۔

ابوحنیفہ نے اس شخص سے کہا کیا تم نے یہ مسئلہ کسی سے پوچھا ہے؟ اس شخص نے کہا میں نے سفیان ثوری سے یہ مسئلہ پوچھا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ تم دونوں میں سے جو بھی دوسرے سے بات کرے گا وہ حانث ہو جائے گا۔ ابوحنیفہ نے اس شخص سے کہا جاؤ اپنی بیوی سے بات کرو' تم دونوں میں سے کوئی بھی حانث نہ ہو گا۔ وہ شخص ابوحنیفہ کی بات سن کر سفیان ثوری کے پاس گیا۔ اس شخص کی سفیان ثوری سے کچھ رشتہ داری بھی تھی' اس نے ابوحنیفہ کا جواب سفیان سے بیان کیا' وہ جھنجلا کر ابوحنیفہ کے پاس آئے اور انہوں نے ابوحنیفہ سے غصہ میں کہا کیا تم حرام کراؤ گے؟ آپ نے کہا کیا بات ہے' اے ابوعبداللہ! اور پھر آپ نے سوال کرنے والے سے کہا کہ اپنا سوال ابوعبداللہ کے سامنے دہراؤ۔ چنانچہ اس نے سوال دہرایا اور ابوحنیفہ نے اپنا فتویٰ دہرایا۔ سفیان نے کہا تم نے یہ بات کہاں سے کہی ہے آپ نے فرمایا کہ خاوند کے قسم کھانے کے بعد اس کی بیوی نے خاوند سے بات کی لہٰذا خاوند کی قسم پوری ہو گئی اب وہ جا کر بیوی سے بات کر لے تاکہ اس کی قسم پوری ہو جائے اور دونوں میں سے کوئی بھی حانث نہیں ہے۔

یہ سن کر سفیان ثوری نے کہا "اِنَّهٗ لَيُكْشَفُ لَكَ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ شَيْءٍ كُلُّنَا عَنْهُ غَافِلٌ" "حقیقت امر یہ ہے کہ تم پر علم کے وہ دقائق واضح ہوتے ہیں کہ ہم سب اس سے

[1] ص ۲۶۶

غافل ہیں۔

ہنڈیا میں پرندہ جاپڑا اور مر گیا

(۱۱) شامی نے علی بن مسہر کی روایت لکھی ہے[1] کہ ہم ابوحنیفہ کے پاس تھے کہ عبداللہ بن مبارک آئے اور انہوں نے کہا کیا کہتے ہو اس امر میں کہ ایک شخص اپنی ہنڈیا پکا رہا تھا' اتفاق سے ایک پرندہ اس میں جاپڑا اور مر گیا ابوحنیفہ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے ابن عباس کا قول نقل کیا کہ شوربا بہادیا جائے اور بوٹیوں کو دھو کر کھالیا جائے۔ ابوحنیفہ نے کہا ہم بھی اسی طرح کہتے ہیں لیکن ایک شرط کے ساتھ کہ اگر ہنڈیا میں شوربا جوش کھا رہا ہے اور اسی حال میں پرندہ گرا ہے تو گوشت پھینک دیا جائے اور شوربا بہا دیا جائے اور اگر ہنڈیا میں جوش نہیں آرہا ہے اور وہ سکون کی حالت میں ہے' شوربا بہادیا جائے اور گوشت کو دھو کر کھالیا جائے ابن مبارک نے کہا آپ یہ بات کس وجہ سے کہہ رہے ہیں۔ امام ابوحنیفہ نے کہا جوش کی حالت میں سرکہ اور گرم مصالحہ سے بوٹیاں لتھڑ جاتی ہیں اور گوشت دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔ یہ سن کر ابن مبارک نے کہا "ھذا زرین" یہ ہے زرین قول یعنی بہت بہتر بات اور ابن مبارک نے "عقد انامل" کے حساب سے تیس کے عدد کی شکل میں ہاتھ کی انگلیوں کو کیا یعنی تین انگلیاں بند اور شہادت کی انگلی کو انگوٹھے کے ناخن پر رکھ دینا' حتمی امر کے لئے اس صورت کا استعمال اب بھی جہات افغانستان میں ہوتا ہے۔

مال دفن کیا اور بھول گیا

(۱۲) شامی نے حسن بن زیاد کی روایت نقل کی ہے[2] ایک شخص نے اپنے گھر میں کچھ مال دفن کیا اور وہ بھول گیا کہ کس جگہ مال دفن کیا ہے۔ وہ امام ابوحنیفہ کے پاس گیا اور ان سے فریاد کی' آپ نے فرمایا یہ فقہ کا مسئلہ نہیں ہے تمہارے واسطے حیلہ کرتا ہوں' تم جاؤ اور ساری رات نماز پڑھو اللہ نے چاہا تم کو یاد آجائے گا۔ چنانچہ اس نے نماز پڑھی شاید رات

---

۱ ص ۲۶۶ ۲ ص ۲۶۸

کا چوتھائی حصہ گزرا ہوگا اور وہ جگہ یاد آگئی اور پھر اس نے امام ابوحنیفہ سے آکر بیان کیا۔ آپ نے فرمایا میں سمجھتا تھا کہ شیطان تم کو ساری رات نماز پڑھنے کے واسطے نہ چھوڑے گا کاش تم اللہ کے شکرانہ میں ساری رات نماز میں صرف کردیتے۔

سب چور پکڑ لئے گئے

(۱۳) اور شامی نے محمد بن الحسن کی روایت لکھی ہے[1] کہ ایک شخص کے گھر میں چور داخل ہوئے انہوں نے اس کا مال ومتاع لیا اور اس سے تین طلاق کی قسم لی کہ وہ کسی سے نہیں کہے گا' اس نے صبح کو دیکھا کہ چور اس کا مال فروخت کر رہے ہیں اور وہ کچھ کہہ نہیں سکتا۔ وہ حضرت امام کی خدمت میں حاضر ہوا واقعہ بیان کیا آپ نے اس سے کہا تم اپنے محلہ کے امام کو موذن کو اور گوشہ نشینوں کو میرے پاس لے آؤ جب یہ صاحبان آگئے آپ نے صورت واقعہ سے سب کو آگاہ کیا اور ان سے پوچھا کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ اس شخص کا مال اس کو مل جائے۔ سب نے اپنی رضامندی کا اظہار کیا آپ نے ان صاحبان سے کہا کہ تم اپنے محلہ کے ہر فاجر وفاسق کو اپنے گھر میں یا محلہ کی مسجد میں جمع کرو اور پھر تم اس شخص کو لے کر دروازہ پر کھڑے ہو جاؤ اور ایک ایک کو باہر جانے دو۔ ہر شخص کے متعلق اس سے پوچھو کیا یہ شخص تمہارا چور ہے۔ اس کے انکار پر اس کو جانے دو اور جس شخص کے متعلق یہ خاموش رہے اس کو پکڑ لو چنانچہ آپ کے بتائے ہوئے طریقہ سے سب چور پکڑ لئے گئے اور سارا مال برآمد کر لیا گیا۔

اقامت کہنے سے پہلے کھنکارنے کی اصل

(۱۴) شامی نے شراحیل کی روایت لکھی ہے[2] کہ ابوحنیفہ سے پوچھا گیا کہ اقامت کہنے والا اقامت کہنے سے پہلے کھنکارتا ہے' کیا اس کی کوئی اصل ہے آپ نے فرمایا کہ اقامت کہنے والوں کی طرف سے یہ ایک طرح کا اعلام ہے کہ اب وہ تکبیر کہنے والے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رات میں ایک وقت میری حاضری کا تھا اور

---

۱ ص ۲۶۹ ۲ ص ۲۷۰ ۳ ص ۲۷۰

میں جب حاضر ہوتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہوتے تھے۔ آپ تنحنح فرما کر مجھ کو اجازت مرحمت فرماتے تھے۔

اندھے شخص کا حلفیہ بیان؟

(۱۵) شامی نے ابن مطیع سے روایت کی ہے[1] کہ ایک شخص کی وفات ہوئی' اس نے ابوحنیفہ کے واسطے وصیت کی' آپ باہر گئے ہوئے تھے' آپ کے آنے پر قضیہ ابن شبرمہ کی عدالت میں پیش ہوا۔ حضرت امام نے گواہ پیش کئے کہ فلاں شخص مرا ہے اور اس نے آپ کے واسطے یہ وصیت کی ہے۔ ابن شبرمہ نے حضرت امام سے کہا کہ تم حلفیہ بیان دو گے کہ گواہوں نے حق پر گواہی دی ہے۔ آپ نے فرمایا مجھ پر قسم نہیں ہے' میں غائب تھا ابن شبرمہ نے کہا ''ضَلَّتْ مَقَايِيْسُكَ'' تمہارے قیاسات بھٹک گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا' تم اندھے شخص کے متعلق کیا کہو گے' جس کو کسی نے زخمی کر دیا ہے اور دو گواہ مارنے والے کی شناخت کر رہے ہیں' کیا تم اندھے سے کہو گے کہ وہ گواہوں کی صداقت کا حلفیہ بیان دے۔ حالانکہ اس نے نہیں دیکھا ہے ابن شبرمہ نے یہ سن کر حضرت ابوحنیفہ کے حق میں فیصلہ دیا۔

قیاس میں مناظرہ

(۱۶) اور شامی نے لکھا ہے[2] یوسف بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوحنیفہ سے سنا کہ ربیعۃ الرای اور یحیٰی بن سعید قاضی کوفہ کی آمد ہوئی ہے یحیٰی نے ربیعہ سے کہا کیا اس شہر کے رہنے والوں پر تم کو تعجب نہیں ہوتا کہ وہ سب ایک شخص کی رائے پر متفق ہو گئے ہیں ابوحنیفہ کہتے ہیں جب مجھ کو یحیٰی کی بات کی خبر ہوئی میں نے یعقوب (ابو یوسف) زفر اور دوسرے اصحاب کو ان کے پاس بھیجا' میں نے اپنے اصحاب سے کہا کہ تم یحیٰی سے قیاس میں مناظرہ کرو۔ چنانچہ یحیٰی کے پاس پہنچ کر یعقوب نے ان سے کہا دو افراد کی ملکیت میں ایک غلام ہے ایک نے غلام کو آزاد کر دیا یحیٰی نے کہا یہ جائز نہیں ہے۔ یعقوب نے وجہ

[1] ص ۲۷۰ [2] صفحہ ۲۷۲

پوچھی یحیٰی نے کہا اس میں ضرر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ''لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ'' اسلام میں نقصان پہنچانا اور تکلیف پہنچانی نہیں ہے۔ یعقوب نے کہا اگر دوسرا مالک اپنا حصہ آزاد کر دے۔ یحیٰی نے کہا اس کا آزاد کرنا جائز ہے یعقوب نے کہا تم نے اپنی پہلی بات چھوڑ دی ہے اگر پہلے کا آزاد کرنا درست نہیں ہے تو دوسرے کے آزاد کرنے پر بھی وہ غلام رہے گا یہ سن کر یحیٰی خاموش ہو گئے۔

سرعت جواب پر تعجب

(۱۷) شامی نے لکھا ہے[1] امام طحاوی نے امام لیث بن سعد سے سنا کہ وہ کہتے تھے میں ابوحنیفہ کا ذکر سنا کرتا تھا اور میری تمنا اور خواہش تھی کہ ان کو دیکھوں۔ اتفاق سے میں مکہ میں تھا میں نے دیکھا کہ ایک شخص پر لوگ ٹوٹے پڑے ہیں اور ایک شخص ان کو 'یا ابا حنیفہ' کہہ کر صدا کر رہا تھا لہٰذا میں سمجھ گیا کہ یہ شخص ابوحنیفہ ہیں۔ آواز دینے والے نے ان سے کہا میں دولتمند ہوں میرا ایک بیٹا ہے میں اس کی شادی کرتا ہوں' روپیہ خرچ کرتا ہوں' وہ اس کو طلاق دے دیتا ہے' میں اس کی شادی پر کافی روپیہ خرچ کرتا ہوں اور یہ سب ضائع ہوتا ہے' کیا میرے واسطے کوئی حیلہ ہے۔ ابوحنیفہ نے کہا تم اپنے بیٹے کو اس بازار لے جاؤ جہاں لونڈی غلام فروخت ہوتے ہیں وہاں اس کے پسند کی لونڈی خرید لو وہ تمہاری ملکیت میں رہے' اس کا نکاح اپنے بیٹے سے کر دو' اگر وہ طلاق دے گا باندی تمہاری رہے گی۔

یہ کہہ کر لیث بن سعد نے کہا۔ ''فَوَاللهِ مَا اَعْجَبَنِيْ جَوَابُهُ كَمَا اَعْجَبَنِيْ سُرْعَةُ جَوَابِهِ'' اللہ کی قسم ہے آپ کے جواب پر مجھ کو اتنا تعجب نہیں ہوا جتنا کہ ان کے جواب دینے کی سرعت سے ہوا۔ یعنی پوچھنے کی دیر تھی کہ جواب تیار تھا۔

شریک کا جواب ایسے ہے جیسے میں کسی سے کہوں

(۱۹) اور شامی نے لکھا ہے[2] اسمٰعیل بن محمد بن حماد کو شک ہوا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے یا نہیں' میں شریک کے پاس گیا اور ان سے دریافت کیا' انہوں نے کہا

[1] ص ۲۷۰ [2] ص ۲۷۱

طَلِّقْهَا وَاَشْهِدْ عَلٰی رَجْعَتِهَا اس کو طلاق دے دو اور پھر گواہ بنا کر اس کی طرف رجوع کر لو۔ پھر میں سفیان ثوری کے پاس گیا اور ان سے پوچھا انہوں نے کہا اگر تم نے طلاق دی ہے کہہ دو میں نے اس کی طرف رجوع کیا۔ پھر میں زفر بن ہذیل کے پاس گیا اور ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا جب تک تم کو طلاق دینے کا یقین نہ ہو وہ تمہاری بیوی ہے پھر وہ ابوحنیفہ کے پاس گئے اور شریک' سفیان اور زفر کے اقوال ذکر کئے آپ نے فرمایا' سفیان نے از روئے ورع جواب دیا ہے اور زفر نے عین فقہ کی رُو سے جواب دیا ہے اور شریک کا جواب ایسا ہے جیسے میں کسی سے کہوں۔ میں نہیں جانتا کہ میرا کپڑا پیشاب سے ملوث ہوا ہے یا نہیں اور وہ جواب دے کہ اپنے کپڑے پر پیشاب کر لو اور پھر دھو لو۔

ازار بند کے ساتھ گیہوں کا تھیلہ

(۲۰) شامی نے لکھا ہے[1] اعمش کو ابوحنیفہ سے لگاؤ نہیں تھا اور نہ وہ اچھائی سے پیش آتے تھے۔ اعمش کے اخلاق میں کچھ کمزوری تھی' ان کو یہ صورت پیش آ گئی کہ انہوں نے اپنی بیوی کی طلاق کی قسم کھا لی۔ اگر ان کی بیوی گیہوں (گندم) کے ختم ہونے کا ذکر ان سے کرے یا ان کو کھلوائے یا کسی سے کہے کہ وہ ذکر کرے یا وہ اس کا اشارہ کرے ان کی بیوی پریشان ہوئی اور راہ اخلاص کی تلاش میں رہی۔ کسی نے اس سے کہا کہ تم ابوحنیفہ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ وہ ابوحنیفہ کے پاس گئی اور واقعہ بیان کیا ابوحنیفہ نے کہا کوئی بات نہیں جب اعمش سو جائیں تو ان کے ازار بند یا کسی کپڑے سے گیہوں رکھنے کا تھیلا باندھ دو جب ان کی آنکھ کھلے گی وہ سمجھ جائیں گے۔ اعمش کی بیوی نے یہی کیا' جب اعمش اٹھے اور ان کے ساتھ گیہوں کا تھیلا گھسٹتا آیا وہ سمجھ گئے کہ یہ حیلہ ابوحنیفہ نے بتایا ہے اور انہوں نے کہا ہم چین سے کب رہ سکتے ہیں جب کہ ابوحنیفہ موجود ہیں۔ انہوں نے ہماری عورتوں میں ہماری فضیحت کرا دی اور ہمارے عاجز ہونے اور ہماری عقل کی کمی کو ان پر ظاہر کر دیا۔

---

[1] صفحہ ۲۷۸

لوگوں میں سب سے متشدد کون؟

(۱۹) شامی نے لکھا ہے[1] کہ مناقب الکردری میں ہے کہ ابوحنیفہ کوفہ کی مسجد شریف میں تھے کہ آپ کے پاس ایک رافضی آیا اور وہ "شیطان الطاق" سے مشہور تھا' اس نے ابوحنیفہ سے استفسار کیا کہ "اَشَدُّ النَّاس" (لوگوں میں سب سے شدید) کون ہے؟ آپ نے کہا ہمارے قول سے حضرت علی ہیں اور تمہارے قول سے حضرت ابوبکر ہیں۔ اس نے کہا کہ تم نے پلٹ کر بات کہی ہے آپ نے کہا ہم اس وجہ سے حضرت علی کو اشد الناس کہتے ہیں کہ ان کو معلوم ہوا کہ خلافت ابوبکر کا حق ہے اور انہوں نے ابوبکر کو خلافت سپرد کر دی اور تم کہتے ہو کہ خلافت حضرت علی کا حق تھا اور حضرت ابوبکر نے ان سے زبردستی لے لیا' حضرت علی میں طاقت نہ تھی کہ ان سے لیتے' تمہارے اس قول سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر اشد الناس ہیں۔ یہ سن کر شیطان الطاق حیران ہو کر چلا گیا۔

خوارج کو لاجواب کر دیا

(۲۰) شامی نے لکھا ہے[2] امام ابوالفضل کرمانی کی روایت ہے کہ کوفہ میں خوارج داخل ہو گئے ان کے نزدیک گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہے اور جو شخص ان کے عقائد کو تسلیم نہ کرے وہ بھی کافر ہے۔ کوفہ میں داخل ہونے والے خوارج سے کہا گیا کہ ابوحنیفہ کوفہ کا امام ہے لہٰذا وہ ابوحنیفہ کے پاس آئے اور آپ سے کہا "تُبْ مِنَ الْکُفْرِ" کفر سے توبہ کرو۔ آپ نے فرمایا: اَنَا تَائِبٌ" مِنْ کُفْرِکُمْ" "تمہارے کفر سے میں تائب ہوں۔ خوارج نے ابوحنیفہ کو پکڑا آپ نے خوارج سے کہا "بِعِلْمٍ قُلْتُمْ اَمْ بِظَنٍّ" "تم نے یہ بات از روئے علم کہی ہے یا خیال و گمان سے کہی ہے۔

(یہ عاجز کہتا ہے حضرت امام کے اس قول سے ظاہر ہے کہ آپ نے خوارج کی بات کا جواب دیا ہے۔ خوارج کی بات کا ذکر کتاب میں نہیں ہے۔)

خوارج نے کہا ہم نے گمان سے یہ بات کہی ہے۔ آپ نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ" یعنی بعض گمان گناہ ہے۔ لہٰذا تم کفر سے توبہ کرو خوارج نے کہا تم بھی

---

[1] صفحہ ۲۷۷ [2] صفحہ ۲۸۱

کفر سے توبہ کرو۔ آپ نے فرمایا: اَنَا تَائِبٌ "مِنْ کُلِّ کُفْرٍ" - میں ہر کفر سے تائب ہوں۔
امام ابوالفضل کرمانی نے یہ واقعہ لکھ کر تحریر کیا ہے۔ اس واقعہ سے ابوحنیفہ کے مخالفوں نے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے یہ مشہور کیا ہے کہ ابوحنیفہ سے دوبار کفر سے توبہ کرائی گئی ہے۔

منکرینِ خدا کی توبہ

(۲۱) کرمانی نے لکھا ہے[1] دہریوں کی ایک جماعت حضرت امام کو قتل کرنے کے لئے ان کے پاس پہنچی حضرت امام نے ان سے کہا مجھ کو کچھ مہلت دو کہ ہم ایک مسئلہ میں بحث کرلیں پھر جو بھی تم چاہو کرنا۔ آپ نے فرمایا تمہاری کیا رائے ہے اس کشتی کے متعلق جو سامان اور اَمْتِعَہ سے بھری ہوئی سمندر کی موجوں میں ہے' کیا وہ بغیر کسی ملاح کے سمندر میں رواں ہے۔ انہوں نے کہا یہ ناممکن ہے آپ نے کہا کیا عقل اس بات کو مانتی ہے کہ دنیا کا اتنا بڑا کارخانہ بغیر کسی حکیم مدبر کے چل رہا ہے۔ یہ سن کر دہریوں نے توبہ کی اور اپنی تلواروں کو نیاموں میں رکھا۔

حافظِ حدیث کا تائب ہونا

(۲۲) اور کرمانی نے لکھا ہے[2] وکیع نے کہا ہمارا ایک بڑے حدیث کے حافظوں میں سے تھا وہ امام ابوحنیفہ پر قیل وقال کرتا رہتا تھا۔ ایک رات اس میں اور اس کی بیوی میں کچھ تکرار ہوگئی۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا اگر تو نے آج کی رات مجھ سے طلاق کی طلب کی اور میں نے تجھ کو طلاق نہ دی تو تو طالق ہے یعنی تجھ کو طلاق ہے اور اس کی بیوی نے اس سے کہا اگر میں تجھ سے طلاق نہ طلب کروں تو میرے غلام آزاد ہیں۔ پھر دونوں کو ندامت ہوئی اور وہ دونوں ثوری کے پاس گئے اور ابن ابی لیلیٰ کے پاس گئے دونوں کوئی حل تلاش نہ کر سکے اور پھر مجبوراً وہ میاں بیوی امام صاحب کے پاس گئے' آپ نے اس شخص کی بیوی سے کہا۔ تم طلاق کی طلب کرو چنانچہ اس نے طلاق طلب کی' پھر اس شخص سے کہا تم اپنی بیوی سے کہو' تجھ کو طلاق ہے اگر تو چاہے پھر آپ نے ان دونوں سے کہا' تم دونوں کی

۱؎ صفحہ ۲۸۳   ۲؎ صفحہ ۲۸۲

قسم درست ہوگئی اور تم پر اب کوئی گرفت نہیں ہے اور آپ نے اس شخص سے کہا' تم اللہ تعالیٰ سے ایسے شخص کی غیبت اور برائی کرنے سے توبہ کرو جس نے تم کو علم تک پہنچایا چنانچہ میاں بیوی حضرت امام کے واسطے ہر نماز کے بعد دعا کیا کرتے تھے۔

اہلِ توحید کی جان بچ گئی

(۲۳) مناقب خوارزمی سے لکھا ہے[1] کہ ایک دن ابن ہبیرہ کے پاس حضرت امام تشریف لے گئے وہاں ابن ہبیرہ ایک شخص کو قتل کرنا چاہتا تھا اس شخص نے جب دیکھا کہ ابن ہبیرہ حضرت امام کی خاطر مدارات کر رہا تھا۔ اس شخص نے کہا یَا اَبَا حَنِیْفَةَ تَعْرِفُنِیْ (اے ابوحنیفہ تم مجھ کو پہچانتے ہو) آپ نے فرمایا تم وہ ہو کہ اذان کہتے وقت لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کو کھینچ کر کہتے ہو۔ اس نے کہا ہاں۔ حضرت امام کا اس بات کہنے سے یہ مقصد تھا کہ اس شخص کا اہل توحید ہونا ظاہر ہو جائے اس سوال وجواب کی وجہ سے ابن ہبیرہ نے اس کو رہا کر دیا۔

ایک دلچسپ مکالمہ

(۲۴) علامہ موفق نے المناقب میں لکھا ہے[2]
علی بن عاصم نے کہا میں ابوحنیفہ کے پاس گیا اور حجام ان کے بال کاٹ رہا تھا۔ آپ نے حجام سے کہا سفید بالوں کو کاٹ دو حجام نے کہا یہ ٹھیک نہیں آپ نے وجہ دریافت کی اس نے کہا کہ سفید بال اور بڑھ جائیں گے آپ نے فرمایا تو تم کالے بال کاٹ دو تاکہ وہ زیادہ ہو جائیں۔
علی بن عاصم کا بیان ہے کہ یہ بات شریک کو پہنچی وہ ہنسے اور انہوں نے کہا اگر وہ قیاس کرنا چھوڑتے تو حجام کے ساتھ قیاس چھوڑتے۔

حقیقت وہی ہے جو امام اعظم نے بیان کی

(۲۵) خارجہ نے بیان کیا[3] جعفر منصور عباسی نے ابوحنیفہ کو بلایا حضرت امام جب منصور کے پاس پہنچے وہاں ابن شبرمہ اور ابن ابی لیلیٰ کو بیٹھا دیکھا۔ ابن ابی لیلیٰ کوفہ کے

۱؎ صفحہ ۲۸۵   ۲؎ ملاحظہ کریں مناقب الامام الاعظم ج ا ص ۱۰۶   ۳؎ ج ا ص ۱۱۶

قاضی تھے اور ابن شبرمہ بغداد کے قاضی تھے۔ منصور نے ابوحنیفہ سے دریافت کیا۔ کیا کہتے
ہو خوارج کے متعلق جنہوں نے مسلمانوں کو قتل کیا ہو اور ان کا مال لیا ہو۔ ابوحنیفہ نے کہا
آپ ان دونوں قاضیوں سے دریافت کریں جو کہ آپ کے پاس ہیں۔ منصور نے کہا ایک
نے کہا ہے کہ اس معاملہ میں ان سب کی گرفت ہوگی اور دوسرے نے کہا ہے کہ کسی چیز میں
بھی گرفت نہ ہوگی۔ یہ سن کر ابوحنیفہ نے کہا دونوں نے جواب میں خطا کی ہے منصور نے کہا
اسی واسطے ہم نے تم کو بلوایا ہے کہ حکم کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر خوارج نے قتل و غارت
گری کی ہے اور ان خوارج پر اسلامی احکام جاری نہیں تھے ان سے گرفت نہیں کی جائے گی
اور اگر خوارج نے قتل و غارت گری کی ہے اور ان پر اسلامی قوانین جاری تھے ان پر گرفت
کی جائے گی۔

منصور ابوجعفر کے دربار میں اس وقت جتنے بھی علماء تھے انہوں نے کہا۔ اَلْقَوْلُ مَا
قَالَ اَبُوْحَنِیْفَةَ حقیقت وہی ہے جو ابوحنیفہ نے بیان کی ہے۔

طلاق کی نیت نہیں تو پھر کوئی بات نہیں

(۲۶) اسد بن عمرو نے بیان کیا[1] کہ عمر بن ذر ابوحنیفہ کے پاس آئے اور کہا کہ میرا
ایک پڑوسی شیعی ہے اس کو ایک مسئلہ پیش آ گیا ہے۔ ابوحنیفہ نے کہا اپنے پڑوسی کو لاؤ
چنانچہ عمر بن ذر اپنے پڑوسی کو لے کر آئے۔ پڑوسی نے ابوحنیفہ سے کہا میں نے اپنی بیوی
سے کہہ دیا تو مجھ پر حرام ہے۔ ابوحنیفہ نے کہا تمہارے پیشوا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
کے قول سے تین طلاقیں واقع ہو گئیں اس نے کہا میں اپنے پیشوا کا قول نہیں پوچھتا۔ آپ
نے فرمایا تو نے جس وقت اپنی بیوی سے کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے تیری نیت کیا تھی۔ اس
نے کہا میری نیت کچھ نہ تھی۔ آپ نے پوچھا کیا تو نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی۔ اس نے
کہا میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی۔ آپ نے فرمایا اگر تو نے طلاق کی نیت نہیں کی ہے
تو پھر کوئی بات نہیں ہے اس نے کہا اللہ آپ کو جزائے خیر دے اور جنت عطا کرے چاہے
میں ناخوش رہوں۔

---

[1] ج ۱ ص ۱۱۹

چار ہزار مسائل

(۲۷) محمد بن ابی مطیع نے بیان کیا[1] میں نے اپنے والد سے سنا کہ میں نے ہر فن میں
سے چار ہزار مشکل مسائل جمع کئے اور میں ان مسائل کو لے کر ابوحنیفہ کے پاس گیا۔ آپ
نے مجھ سے کہا اس قسم کے مسائل تمہارے پاس کثرت سے ہوں گے میں نے کہا ایسے
مسائل میرے پاس تقریباً چار ہزار ہیں آپ نے فرمایا جس وقت میں مشغول ہوا کروں مجھ
سے ان مسائل کو نہ پوچھا کرو بلکہ ایسے وقت پوچھا کرو جب میں فارغ ہوا کروں۔ چنانچہ
میں آپ کی فراغت کا منتظر رہا کرتا تھا اور میں نے فرصت کے اوقات میں آپ سے سب
مسائل پوچھ لئے مسائل کے تمام ہونے پر آپ نے مجھ سے کہا۔ اے ابو مطیع مجھ کو ان
مسائل کا حسن اور ان کی دقت اور جودت پسند آئی اور ایسے مسائل کو وہی شخص جمع کر سکتا
ہے جو صاحب استعداد ہو وقت امام موفق نے لکھا ہے ابو مطیع بلخی مشہور امام ہوئے ہیں۔

مسئلہ رفع یدین پر امام صاحب کی لاجواب گفتگو

اس وقت عاجز کے سامنے دکن کے مشہور محدث جناب سید ابوالحسنات عبداللہ شاہ
حیدرآبادی کی نہایت اعلیٰ اور مستند کتاب زُجَاجَةُ الْمَصَابِیْح اور جناب سید مشہود حسن
امروہوی کا رسالہ "رفع یدین" ہے۔ زجاجۃ المصابیح کو اگر احناف کی "مشکوٰۃ" کہا جائے تو
انسب و اولیٰ ہے چونکہ مشکوٰۃ المصابیح کے مصنف شافعی تھے انہوں نے از روئے تعصب ان
روایات کا بیان نہیں کیا ہے جن سے حضرت امام عالی مقام نے استدلال کیا ہے اس لئے
وہابیہ اور نام نہاد اہل حدیث کو موقع مل گیا کہ وہ حنفی مسلک پر اعتراضات کریں اور عوام
الناس کو دھوکہ دیں، مزید افسوس اس بات کا ہے کہ ہندوستان کے درس نظامی میں مشکوٰۃ اور
صحاح ستہ کو رکھا گیا ہے اور یہ سب کتابیں شوافع کی ہیں۔ امام محمد کی موطا امام طحاوی کی
کتابیں اور امام محمد اور امام ابو یوسف کی آثار اور حضرت امام کی مُسند موجود ہے ان میں سے
ایک کتاب بھی شامل نصاب نہیں ہے۔ اِلَی اللّٰہِ الْمَفْزَعُ وَاِلَیْہِ الْمُشْتَکیٰ!

---

[1] ج ۱ ص ۱۴۱، ۱۴۲

امام اوزاعی سے حضرت امام کا مکالمہ

اس واقعہ کو ائمہ اعلام اپنی کتابوں میں لکھ چکے ہیں اور امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں اور سید عبداللہ شاہ زجاجہ میں اور مولانا مشہود حسن نے اپنے رسالہ میں اور یہ عاجز اس کتاب[1] میں نقل کر چکا ہے اس لئے اب ترجمہ پر اکتفا کرتا ہے۔

امام اوزاعی کی حضرت امام سے ''دارحناطین'' میں مکہ مکرمہ میں ملاقات ہوئی' اوزاعی نے آپ سے کہا۔ کیا بات ہے کہ آپ صاحبان رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین نہیں کرتے ہیں۔ حضرت امام نے فرمایا: لَمْ يَصِحَّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ شَيْءٌ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق صحت کے ساتھ کچھ ثابت نہیں ہوا ہے۔ یہ سن کر اوزاعی نے کہا کس طرح صحت کے ساتھ کچھ ثابت نہیں ہوا ہے حالانکہ مجھ سے زہری نے کہا' ان سے سالم نے کہا اور وہ اپنے والد عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تھے اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے اور رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت (ہاتھ اٹھاتے تھے)

حضرت امام نے فرمایا ہم سے حماد بن ابی سلیمان نے کہا وہ ابراہیم سے وہ علقمہ اور اسود سے وہ عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے اور کہیں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اوزاعی نے کہا میں حدیث بیان کرتا ہوں از زہری از سالم از والد خود اور آپ حماد عن ابراہیم بیان کرتے ہیں۔

حضرت امام نے فرمایا' درایت میں حماد زہری سے بڑھے ہوئے تھے اور ابراہیم سالم سے بڑھے ہوئے تھے اور علقمہ درایت میں ابن عمر سے کم نہ تھے اگرچہ عبداللہ بن عمر کو صحابیت کا شرف حاصل ہے اور اسود کے بھی فضائل بہت ہیں اور عبداللہ بن مسعود تو عبداللہ ہی ہیں۔

یہاں یہ نکتہ قابل ذکر ہے کہ امام اوزاعی کی نظر صاف روایت پر تھی' روایت نہایت

۱۔ سوانح بے بہائے امام اعظم ابوحنیفہ

اعلیٰ عدول اور ثقات کی ہو اگر درایت سے اس کا لگاؤ نہیں ہے وہ روایت مقبول نہیں ہوتی۔

ملاحظہ فرمائیں کہ بخاری نے قباء میں مدت قیام کی دو روایتیں اپنی صحیح میں لکھی ہیں۔ دونوں روایتوں کے راوی حضرت انس بن مالک انصاری ہیں۔ ایک میں چودہ دن ہے اور دوسری میں چوبیس دن ہے ان دونوں صحیح روایتوں میں تعارض ہوا اور دونوں ساقط الاعتبار ہوئیں۔

امام اوزاعی اس کو دیکھتے کہ امام طحاوی نے مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے ابن عمر کے پیچھے نماز پڑھی انہوں نے صرف تکبیر افتتاح کے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور یہ دیکھتے کہ محمد نے عبدالعزیز بن حکیم سے روایت کی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ انہوں نے نماز کے شروع میں ہاتھ اٹھائے تکبیر افتتاح کے لئے اور اس کے بعد ہاتھ نہیں اٹھائے اور شرح معانی الآثار میں براء بن عازب کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرنے کے لئے تکبیر تحریمہ کہتے تو آپ کے انگوٹھے کانوں کی لو کے قریب ہو جاتے ثُمَّ لَا يَعُوْدُ پھر اس کا اعادہ نہیں کرتے تھے اور صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ کی روایت ہے:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالِيْ اَرَاكُمْ رَافِعِيْنَ اَيْدِيَكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ نے فرمایا کیا بات ہے کہ میں تم کو سرکش گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ بلند کرتے ہوئے دیکھتا ہوں' نماز میں سکون کے ساتھ رہو۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء کی آیت مستطر میں فرمایا ہے:

كُفُّوْا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ — اپنے ہاتھ روکو اور قائم کرو نماز۔

زجاجۃ المصابیح کے مصنف نے یہ آیت لکھ کر لکھا ہے۔ قال صاحب الکنز المدفون والفلک المشحون فیه الاستدلال علی ترک رفع الیدین فی الانتقالات کہ کنز مدفون کے مصنف نے کہا ہے کہ اس میں انتقالات کے وقت رفع

یدین نہ کرنے کا استدلال ہے۔

زجاجۃ المصابیح میں ہے عاصم بن کلیب جری اپنے والد سے جو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اصحاب میں سے تھے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نماز شروع کرتے وقت اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے اور پھر نماز میں کسی جگہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ اس کی روایت محمد نے' طحاوی نے اور ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور علامہ عینی نے کہا ہے کہ اس کی سند مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ اور عینی نے لکھا ہے کہ حضرت علی یہ نہیں کر سکتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتا دیکھتے اور پھر اس کو نہ کرتے' اور ایسی صورت اس وقت ہوسکتی ہے کہ اس کا نسخ ثابت ہو گیا ہو۔

عینی نے لکھا ہے رفع یدین کی روایت سے مخالف نے استدلال کیا ہے۔ حالانکہ ابتدائے اسلام میں رفع یدین کیا گیا ہے اور پھر وہ نسخ ہو گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر نے ایک شخص کو رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے دیکھا آپ نے اس سے کہا۔

لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ هٰذَا شَیْءٌ" فَعَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ تَرَكَهٗ۔
رفع یدین نہ کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے رفع یدین کیا تھا' اور پھر چھوڑ دیا تھا۔

بخاری کی روایت حضرت ابوہریرہ سے ہے کہ ایک شخص نے مسجد کے گوشہ میں نماز پڑھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس سے فرمایا جا نماز پڑھ' تو نے نماز نہیں پڑھی ہے۔ چنانچہ اس نے پھر نماز پڑھی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے پھر یہی بات فرمائی کہ جا نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ جب تیسری بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی۔ اس نے عرض کی آپ مجھ کو تعلیم فرمائیں آپ نے فرمایا جب نماز کے لئے اٹھو پورے طریقہ پر وضو کرو پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے تکبیر کرو پھر کلام پاک جو یاد ہے پڑھو' پھر اطمینان کے ساتھ رکوع کرو' پھر سر اٹھاؤ اور اطمینان سے کھڑے ہو' پھر سجدہ میں جاؤ اور اطمینان سے سجدہ کرو' پھر سر اٹھاؤ اور اطمینان سے بیٹھو پھر اطمینان سے سجدہ کرو اور پھر کھڑے ہو جاؤ اور اسی طرح باقی نماز میں کرو۔

ترمذی' نسائی اور ابوداؤد میں اس کے بعد ہے۔ اگر تم اس طرح کرو گے تمہاری نماز

کامل ہے اور اگر کمی کرو گے نماز ناقص رہے گی۔ دیکھو اس کامل نماز میں رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔

مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی ابتدا تکبیر اور الحمد للہ رب العالمین کے پڑھنے سے کیا کرتے تھے اور جب آپ رکوع کرتے تھے نہ سر کو اٹھا ہوا رکھتے تھے اور نہ جھکا ہوا بلکہ مابین میں رکھتے تھے اور جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تھے اس وقت تک سجدہ نہیں کرتے تھے جب تک پوری طرح آپ کھڑے نہ ہو جاتے تھے' اور جب آپ سجدہ سے سر اٹھاتے تھے اس وقت تک دوسرا سجدہ نہیں کرتے تھے جب تک کہ آپ پوری طرح بیٹھ نہ جاتے تھے اور ہر دو رکعت پر آپ التحیات پڑھتے تھے۔ وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقْبَةِ الشَّيْطَانِ ' آپ بائیں پیر کو بچھاتے تھے اور دائیں پیر کو کھڑا رکھتے تھے اور آپ شیطانی بیٹھک سے منع فرماتے تھے اور کہنیوں کو درندہ کی طرح بچھانے سے منع فرماتے تھے اور سلام پر نماز ختم کرتے تھے۔

بخاری و مسلم کی روایت حضرت ابوہریرہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تکبیر کہتے تھے پھر رکوع کرتے وقت تکبیر کرتے تھے پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے تھے اور آپ اپنی کمر کو رکوع سے سیدھا کرتے تھے اور کھڑے ہونے پر کہتے تھے رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ پھر سجدہ کو جاتے وقت تکبیر کہتے تھے اور پھر سر اٹھاتے وقت تکبیر کہتے تھے پھر سجدہ کرتے وقت تکبیر کہتے' تھے پھر سر اٹھاتے وقت تکبیر کہتے تھے' اسی طرح آپ ساری نماز میں کرتے تھے اور دو رکعت کے بعد اٹھتے وقت تکبیر کہتے تھے جب کہ آپ بیٹھ جاتے تھے۔

نسائی نے عبدالجبار بن وائل سے وہ اپنے باپ وائل سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے نماز شروع کرتے وقت دیکھا کہ آپ نے اپنے ہاتھ کو اتنا اٹھایا کہ آپ کے انگوٹھے کان کی لو کی برابری میں ہو گئے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کے ہاتھ کانوں کی محاذات میں ہو گئے اور ابوداؤد اور نسائی کی روایت

ابوہریرہ سے ہے کہ میں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتا تو میں آپ کے بغل دیکھ لیتا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا' کیا میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ بتاؤں؟ پھر آپ کھڑے ہوئے اور پہلی بار اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھائے اور پھر نہیں اٹھائے نسائی نے روایت کی ہے۔ مولانا ہاشم مدنی نے کشف الرین میں کہا ہے نسائی کی یہ روایت شیخین کی شرط پر ہے۔

مولانا سید مشہود حسن نے کہا ہے کہ حضرت جابر بن سمرہ سے امام مسلم کی روایت صاف طور پر نماز میں رفع یدین کرنے کی ممانعت کے سلسلہ میں ہے' غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ یہ صرف سلام کے وقت رفع یدین سے ممانعت کی ہے' بالکل غلط ہے سلام کے وقت رفع یدین سے ممانعت کی روایت جابر بن سمرہ سے امام نسائی نے کی ہے جو درج ذیل ہے۔

قال جابر بن سمرة صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنَّا إِذَا سَلَّمْنَا قُلْنَا بِأَيْدِيْنَا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَابَالُكُمْ تُشِيْرُوْنَ بِأَيْدِيْكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ إِذَا سَلَّمَ أَحَدُكُمْ فَلْيَلْتَفِتْ إِلَى صَاحِبِهِ وَلَا يُوْمِئُ بِيَدِهِ۔

جابر بن سمرہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور ہم جب سلام پھیرتے تھے ہاتھ اٹھا کر السلام علیکم' السلام علیکم کہتے تھے۔ جابر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے اس فعل کو دیکھا اور آپ نے فرمایا کیا بات ہے تم اپنے ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہو گویا کہ تمہارے ہاتھ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں جب تم میں سے کوئی سلام پھیرے وہ اپنے پاس والے کی طرف التفات کرے اور ہاتھ سے اشارہ نہ کرے۔

جابر بن سمرہ کی دو روایتیں ہیں ایک کی روایت امام مسلم نے کی ہے اور نماز میں رفع یدین کرنا سرکش گھوڑوں کے دموں کی طرح ہاتھ کا ہلانا ہے اور دوسری کی روایت نسائی نے کی ہے کہ سلام پھیرتے وقت رفع یدین کرنا سرکش گھوڑوں کے دموں کی طرح ہاتھ کا ہلانا

ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ جیسا کہ مسلم کی روایت میں ہے کہ نماز میں سکون سے رہو۔

عاجز سے علامہ مولانا ابوبکر غازی پوری کی ملاقات شنبہ ۱۲ شعبان ۱۴۱۰ھ ۱۰ مارچ ۱۹۹۰ء کو ہوئی انہوں نے بیان کیا کہ غازی پور میں ایک اہل حدیث آ گیا اور اس نے یہ وعظ شروع کر دیا کہ جو رفع یدین نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اس نام نہاد اہل حدیث کے رد میں ایک رسالہ مولانا ابوبکر نے لکھا اور فتنہ رفع ہوا۔ رفع یدین کرنے والے حضرات اگر انصاف سے کام لیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر فعل پر نظر کریں یقیناً رفع یدین کرنے کو متروک فعل قرار دیں گے۔

مولوی نیازی کا ابوجندل سے مکالمہ

یہ عاجز ماہ صفر ۱۴۱۰ھ ستمبر ۱۹۸۹ء میں کوئٹہ بلوچستان اپنے برادر زادوں سے ملنے پاکستان گیا' وہاں برادر طریقت مجاہد وفقیہ مولوی عبدالواحد فرزند مولانا سلطان محمد قوم نیازی افغانی سے ملاقات ہوئی وہ جبہہ نجات ملی' میں موظف ہیں یہ دفتر حکومت سعودیہ نے مجاہدین کی اعانت کے لئے کھولا ہے اس دفتر کے بڑے افسر کا نام ابوجُندُل تھا وہ رئیس شئونِ اسلامیہ کے عہدہ پر فائز تھے وہ افغانی مجاہدوں کو اسلحہ وغیرہ دیتے تھے۔

نیازی مولوی صاحب نے عاجز سے کہا ایک دن ابوجندل نجدی نے مجھ سے پوچھا تم کس طریقہ سے وابستہ ہو؟ میں نے کہا سلسلہ نقشبندیہ سے وابستہ ہوں ابوجندل نے کہا اذکار میں یہ سلسلہ بہ نسبت دوسرے سلاسل کے بہتر ہے۔ پھر انہوں نے کہا افغانستان کے باشندے شرک میں بہت مبتلا ہیں۔ دیکھو ہمارا عقیدہ یہ ہے۔

۱- ہمارا امام محمد بن عبدالوہاب نجدی ہے۔

۲- توسل شرک ہے۔

۳- تقلید بدعت ہے۔

۴- مزارات پر جانا شرک ہے۔

یہ کہہ کر ابوجندل نے مولوی نیازی کو ایک چھپا ہوا خط دیا جو بن باز نے افغانستان

کے مجاہدین کے نام لکھا ہے اور ابو جندل نے مولوی نیازی سے ان کا عقیدہ دریافت کیا۔

مولوی نیازی نے کہا ہمارا عقیدہ یہ ہے۔

۱- محمد بن عبدالوہاب ہمارا اور اللہ کا دشمن ہے۔

۲- ہم توسل کو کہیں فرض' کہیں واجب اور کہیں مستحب سمجھتے ہیں۔

۳- تقلید کو ہم کہیں واجب اور کہیں مستحب کہتے ہیں۔

۴- مزارات پر جانا ہم مسلمانوں کا شعار ہے' دور اول سے اس وقت تک اس پر عمل ہے۔

اور مولوی نیازی نے بن باز کے نام درج ذیل مضمون کا خط عربی میں لکھ کر ابو جندل کو دیا۔

تم نے افغانستان کے مجاہدوں کو لکھا ہے کہ فروعی اور مذہبی اختلافات نہ چھیڑو حالانکہ اختلافات تم پیدا کرتے ہو' ہمارا حنفی مذہب سینکڑوں برس سے اس دیار میں شائع اور رائج ہے۔ اب تم وہابیت کی باتیں لکھ کر طبع کر کے مجاہدوں میں تقسیم کراتے ہو' تم مسلمانوں میں اختلافات پیدا کر رہے ہو۔

ابو جندل نے اس خط کو پڑھا پھر مولوی نیازی سے کہا۔ آؤ نماز پڑھاؤ چنانچہ مولوی نیازی نے نماز پڑھائی اور نماز کے بعد ابو جندل سے کہا: لَا تَرْفَعُوْا اَيْدِيَكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ۔ بار بار نماز میں سرکش گھوڑوں کی دموں کی طرح اپنے ہاتھ نہ اٹھاؤ' نماز میں سکون سے رہو۔ اللہ تعالیٰ مولوی نیازی کو اجر کثیر دے حق بات کا اظہار کیا۔

رفع یدین کی مشروعیت کی نوعیت

مولانا سید مشہود حسن نے لکھا ہے اگر انصاف اور نظر تحقیق سے دیکھا جائے رفع یدین کی منسوخیت ثابت ہے۔ کیونکہ احادیث میں رفع یدین حسب ذیل مقامات پر وارد ہے۔

۱- تکبیر تحریمہ کے وقت۔

۲- رکوع میں جاتے وقت۔

۳- رکوع سے اٹھتے وقت۔

۴- دونوں سجدوں کے درمیان۔

۵- تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے وقت۔

۶- سلام پھیرتے وقت۔

ان چھ مقامات پر رفع یدین احادیث سے ثابت ہے جن میں سے دونوں سجدوں کے درمیان اور سلام پھیرنے کے وقت کو بالاتفاق سب منسوخ مانتے ہیں اور تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے کو اکثر غیر مقلدین حضرات اور مشہور اقوال کے مطابق امام شافعی صاحب بھی منسوخ مانتے ہیں۔ احناف بہ جز تکبیر تحریمہ کے باقی سب کو منسوخ کہتے ہیں' البتہ مقدار نسخ میں اختلاف ہے۔ اب ناظرین ان احادیث کو ملاحظہ فرمائیں جن میں ان مقامات پر رفع یدین کا ذکر ہے اور وہ منسوخ ہے۔

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری کی جلد ۳' صفحہ ۸ میں عبداللہ بن زبیر کی روایت ہے۔

اَنَّهُ رَاٰى رَجُلًا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلٰوةِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ رَأْسِهِ مِنَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ لَهُ لَا تَفْعَلْ فَاِنَّهُ شَيْءٌ فَعَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَكَهُ۔

آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ مت کیا کرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اس کو کیا کرتے تھے اور پھر آپ نے اس کو چھوڑ دیا۔

مولانا مشہود نے روایتیں لکھی ہیں کہ حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم رفع یدین صرف نماز شروع کرتے وقت کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے رفع یدین کرنے سے روکا۔

یہ عاجز کہتا ہے کہ جس کی نظر صرف روایت پر ہوگی وہ رفع یدین کا قائل ہوگا اور جو درایت پر نظر رکھے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر فعل کو اور تعامل کو دیکھے گا وہ رفع یدین نہیں کرے گا۔ کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ کی قسم عبادات کو اٹھا کر دیکھ لیا جائے۔ امام

مالک کے مذہب میں رفع یدین کرنا مکروہ ہے حالانکہ یہی امام مالک امام زہری سے ابن عمر کی وہ روایت نقل کرتے ہیں جو اہل حدیث کا سب سے بڑا استدلال ہے کہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ حَذْوَ منکبیہ اذا افتتح الصلاۃ و اذا کَبَّرَ للرکوع و اذا رفع راسہ من الرکوع رفعھما کذلک۔ الخ۔ بے شک راویوں کے اعتبار سے یہ حدیث صحیح ہے اور وہ حدیث بھی صحیح ہے جس میں رفع یدین نہ کرنے کا بیان ہے دونوں روایتیں دو وقتوں سے تعلق رکھتی ہیں ابتدائی دور سے رفع یدین کرنے والی روایت کا تعلق ہے جیسا کہ عبداللہ بن زبیر نے فرمایا ہے۔

زجاجۃ المصابیح میں حصین بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ میں عمرو بن مرۃ' ابراہیم نخعی کے پاس گئے۔ عمرو بن مرہ نے کہا کہ مجھ سے علقمہ بن وائل حضرمی نے اپنے والد کا قول سنایا' کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور انہوں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تکبیر کہی اور جب رکوع کو گئے اور جب رکوع سے اٹھے رفع یدین کیا۔ یہ سن کر ابراہیم نخعی نے کہا ہوسکتا ہے کہ وائل حضرمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دن کے سوا پھر نہ دیکھا ہو اور انہوں نے اس کیفیت کو یاد رکھا اور ابن مسعود اور ان کے اصحاب نے یاد نہ رکھا۔ یہ حضرات صرف تکبیر افتتاح کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے اس کی روایت محمد نے کی ہے۔

حصین ابراہیم نخعی سے بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے مگر افتتاح نماز کے وقت' ابن ابی شیبہ اور طحاوی نے اس کی روایت کی ہے۔ الخ

حضرت امام عالی مقام کے متعلق آپ کے ہمعصر جلیل القدر علماء حدیث نے صاف طور پر کہا ہے کہ آپ کوفہ کی احادیث کے حافظ تھے اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر فعل کی تلاش میں رہتے تھے۔ آپ کو ناسخ اور منسوخ حدیث کا خوب علم تھا امام اوزاعی نے جب آپ سے کہا ما بالکم لا ترفعون ایدکم عند الرکوع والرفع منہ (آپ صاحبان رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے اپنے ہاتھ کیوں نہیں اٹھاتے ہیں) آپ نے ان کو جواب دیا (لانہ لم یصح عن رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

فِیْہِ شَیْءٌ") کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق کچھ بھی ثابت نہیں' یعنی حدیث کی درایت اور تفقہ کی رو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر فعل سے کچھ ثابت نہیں ہے اور پھر آپ نے اپنے اساتذہ کا سلسلہ بیان کیا' جس کو سن کر اوزاعی دم بخود ہو کر رہ گئے۔

لَوْکَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَذَھَبَ بِہٖ رَجُلٌ مِنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ

اگر ایمان ثریا کے پاس ہوا بنائے فارس میں سے ایک جواں مرد اس تک پہنچ جائے گا اور اس کو حاصل کرے گا۔ وہ فارسی نژاد جوانمرد حضرت امام عالی مقام کی مبارک ذات ہے جس کا بیان اور اعتراف ائمہ اعلام کر چکے ہیں۔ جس شخص کی مبارک ذات ایسی بے مثل سعادت عظمیٰ کی متحمل ہو کیا وہ ایسی دنائتوں کا متحمل ہوسکتا ہے جس کا ذکر نام نہاد اہل حدیث کرتے ہیں۔ کَلَّا وَرَبِّیْ اِنَّھَا مِنْ اِحْدَی الْکُبَرِ

عُنْقُوْدِ ثُرَیَّا

مولانا محمد عاشق پھلتی نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے فرمانے پر کتاب اَلْقَوْلُ الْجَلِیُّ فِیْ ذِکْرِ آثَارِ الْوَلِیِّ لکھی ہے۔[1] اس میں اسرار و معارف اور مکاشفات کا کثرت سے بیان ہے اور یہ بیان حضرت شاہ ولی اللہ کے الفاظ سے ہے۔ اگر اس کتاب سے واقعہ وفات کو جو کہ صفحہ ۲۵۹ سے ۲۷۹ تک بیس صفحات میں ہے نکال لیا جائے تو ساری کتاب حضرت شاہ ولی اللہ کے ارشادات سے متعلق ہے۔ اس کتاب میں شاہ ولی اللہ نے اَلْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا کے لطائف سے انسان کے سینہ کو مجلی فرمایا ہے۔ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی نے پانچ لطائف عالم امر کا بیان فرمایا ہے شاہ ولی اللہ آپ ہی کے سلسلہ مبارکہ سے وابستہ تھے۔ آپ نے لطائف المدبرات امرا کا بیان کیا ہے۔ ان حضرات عالی قدر جامع رموز شریعت و اسرار طریقت کے کلام گوہر نظام کو دیکھ کر یہ عاجز لوکان الایمان عندالثریا کے متعلق کچھ لکھتا ہے۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ بِحَوْلِہٖ اَجُوْلُ وَبِقُوَّتِہٖ اَصُوْلُ عَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَۃً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔

---

۱ مطبوعہ مسلم کتابوی دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور (پاکستان)

یہ مبارک حدیث شریف اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کے متعلق فرمایا ہے کہ اگر ایمان ثریا کے پاس ہو ابنائے فارس میں سے ایک شخص اس تک پہنچ جائے گا اور اس کو حاصل کرلے گا۔

یعنی اس امت مرحومہ میں جو کہ خَیرَ اُمَّۃٍ ہے ایمانی اسرار و معارف کا حاصل کرنے والا ایک فارسی نژاد ہوگا اور وہ پہلا معلم ہوگا۔ ہمارے حضرات عالی مرتبت نے فرمایا ہے کہ رسالت و نبوت کے سوا جو مرتبہ کسی بندہ کو اللہ دیتا ہے اس مرتبہ کا دروازہ بعد میں آنے والوں کے لئے بند نہیں کیا جاتا ہے۔

غلام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

ایک عورت کے ہاں جڑواں بچے پیدا ہوئے ایک کی پشت دوسرے کی پشت سے جڑی ہوئی تھی۔ ان میں سے ایک مردہ اور دوسرا زندہ تھا۔ علمائے کوفہ نے فتویٰ دیا کہ مردہ بچے کے ساتھ زندہ بچے کو بھی دفن کردیا جائے۔ جب یہ مسئلہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے لایا گیا تو آپ نے زندہ بچے کو بلاوجہ دفن کرنے سے روک دیا اور یہ تدبیر نکالی کہ مردہ بچے کو نیچے رکھ کر مٹی میں دفن کردیا جائے اور زندہ بچہ اوپر رہے اور اسے وہاں ہی خوراک بہم پہنچائی جائے حتیٰ کہ مٹی مردہ بچے کے بدن کو بے حس کردے اسی طرح زندہ بچہ بچ جائے گا۔ (غالباً اس وقت آپریشن کی یہ سہولتیں نہیں تھیں جو آج میڈیکل سائنس نے مہیا کی ہیں)۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا کچھ عرصہ زندہ بچے کی پرورش ہوتی رہی اور مردہ بچے کی نعش کو زمین چاٹ گئی۔ اب زندہ بچے کو علیحدہ کرلیا گیا اور کچھ عرصہ علاج ہوا تو وہ تندرست ہوگیا اور کافی عرصہ تک زندہ رہا۔ اس بچے کو لوگ غلام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے۔ یہ واقعہ ابوبکر محمد بن عبداللہ فقیہ نے اپنی یادداشتوں کے مجموعے میں لکھا ہے۔ (مناقب امام اعظم)